تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شہادت ۱۳۶۳ھش / اپریل ۱۹۸۴ء

شرح چندہ

پاکستان :- ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ :- دو روپے صرف

ایڈیٹر ـــــــــــ غلام باری سیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۳ ہجری

شہادت سنہ ۱۳۶۳ ہش

اپریل سنہ ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان		تیس روپے سالانہ ۳۰/-
امریکہ۔ کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ۱۵ ڈالر "
	بحری ڈاک	آٹھ ۸ " "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	چھ ۶ پونڈ "
	بحری ڈاک	تین ۳ " "

فہرست مضامین

پبلشر : چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر : سید عبد الحیٔ

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ : دو ۲ روپے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
([illegible])

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ہمارے ورثاء کو بھی اس سے متمتع فرما۔ اور جو ہم پر تعدّی کرے اُس کے بالمقابل تو ہی ہماری مدد فرما۔ اور ہمارے دین میں مصیبت نہ ڈال۔ دُنیا ہمارا بڑا فکر ہو نہ مبلغ علم ، اور ہم پر اُسے نہ مسلّط کیجیو جو ہم پر رحم نہ کرے۔

اس دُعا کا ایک ایک فقرہ نہایت درجہ جامع ہے۔ ایک ایک فقرہ مستقل دُعا ہے۔ لیکن میرا آج کا مستدل وہ فقرہ ہے جو دُعا کے آغاز میں ہے۔ اور جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ۹ مارچ میں استغفار کے ذکر میں فرمایا۔ آپ نے استغفار کی لطیف تشریح فرماتے ہوئے فرمایا۔ استغفار یہ نہیں کہ صرف ہم گناہ کی سزا سے بچ جائیں۔ استغفار تو وہ جذبہ وہ خشیت، وہ تقویٰ اور ایمان ہے کہ جب پیدا ہو جائے تو گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ انسان اور گناہ کے درمیان خدا کا خوف اس کی محبت حائل ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" استغفار سے مراد گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا ہے۔ استغفار کا ایک اور پہلو حضور نے خوفِ خدا کو قرار دیا۔" (الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۸۴ء)

خدا کی محبت سے وہ سوتے بند ہو جاتے ہیں جو گناہ پر اُکساتے ہیں۔ لیکن اس کی محبّت اور خشیت کا حصول کوئی آسان امر نہیں۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کیا تو خدا کا خوف رکھتا ہے تو نہ اثبات میں جواب دے نہ نفی میں۔ کیونکہ اگر تُو خدا سے ڈرتا ہے تو ہر وقت اس کے خوف سے تیرے رونگٹے کھڑے رہیں۔ اور اگر تُو نفی میں جواب دے تو یہ کفر ہے۔

خدا کا کوئی جتنا عارف ہوگا اتنا ہی اس سے ترساں ہوگا۔ ترمذی کی حدیث ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ کَیْفَ اَنْعَمُ۔ میں کس طرح خوش رہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں بگل فرشتہ نے منہ میں لے لیا ہے۔ اور آسمان کی جانب حکم کا منتظر ہے۔ کہ کب اذن ہو اور وہ قرنا میں پھونک دے اور دُنیا کا خاتمہ ہو جائے۔ (ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی الصور)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:-

گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے ٭ زدُنیا توبہ کردندے بچشم زار خُونبارے

اگر وہ چیز جو میں دیکھتا ہوں عزیز بھی دیکھ لیں تو دُنیا سے توبہ کریں اور خون کے آنسو بہائیں۔

میرے سیّد و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:-

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا ۔

(ترمذی ابواب الزھد)

کہ اگر تمہیں علم ہو جائے جو مجھے علم ہے تو تم کم ہنستے اور روتے زیادہ ۔

زرارۃ بن اوفی قاضی بصرہ نے قرآن مجید کی جب یہ آیات صبح کی نماز میں تلاوت کیں

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۙ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ (المدثر : ۹،۱۰)

کہ جس وقت بگل میں پھونکا جائے گا ۔ وہ وقت بہت مشکل ہو گا ـــــ تو غش کھا کر گر گئے اور رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔ (ترمذی)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں یہ الفاظ استعمال فرمائے کہ "ایسی خشیت جس سے جگر شق ہو جائے" ۔ یہ وہ آگ ہے جو گناہ کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے ۔

وہ توبہ اور استغفار تو رندوں کی ہے کہ رات کو پی لی صبح توبہ کر لی ۔ گناہ بھی کرتے رہے اور استغفار بھی کرتے رہے ۔ یہ تو بہت ورلی توبہ ہے ادنیٰ استغفار ہے ۔ استغفار صلحاء اور اولیاء کا یہ ہے کہ ۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ ۔

کہ وہ خشیت عطا کر جو ہمارے درمیان اور گناہوں کے درمیان دیوار بن جائے اور پھر خدا سے ایسا یقین مانگا ہے ۔ جو اس کی رضا کا موجب ہو جائے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا پیارا فقرہ کشتی نوح میں فرمایا ہے :۔

"یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا" ۔

اس کی تشریح فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :۔

"ہر ایک جو پاک ہُوا وہ یقین سے پاک ہُوا ۔ یقین دُکھ اُٹھانے کی قوّت دیتا ہے ..... یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے ۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے" ۔ (کشتی نوح)

کس قدر مطابقت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ان فقرات اور آپ کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم تاجِ مرسلین کی دُعا میں کہ خدایا وہ یقین عطا کر جو تیری جنّت میں لے جائے ۔ اور دین میں ہمارے لئے کوئی مصیبت نہ ڈالنا ۔ اگر یہ یقین پیدا ہو جائے تو پھر راہِ خدا میں جو مصیبت آئے تو وہ مصیبت نہیں راحت ہے ۔ کیا خُوب فرمایا مامورِ زمانہ نے :۔ ؎

صادق آں باشد کہ ایّامِ بلا ⁂ مے گذارد با محبّت با وفا

گر قضا را عاشقے گردد اسیر ⁂ بوسد آں زنجیر را کز آشنا

سچا باوفا وہ ہے جو ابتلاء کے ایّام محبّت اور وفا سے گذارتا ہے ۔ اور اگر کبھی تقدیر اس

عاشق کو قیدی بنا دیتی ہے تو وہ ہتھکڑی کو چومتا ہے کہ اُس یار کی راہ میں اُس نے یہ کنگن پہنے۔

جب مومن خدا کی یہ محبت، خشیت، یقین کی بھیک اپنے خدا سے مانگتا ہے کہ جب یہ حاصل ہو جائے گی۔ اُسے خدا کی نصرت اور تائید حاصل ہوگی۔ اس کی دُعا احکم الحاکمین قبول کرے گا۔ جب وہ خدا کا عبد بن جاتا ہے تو اُسے اُس قادرِ مطلق کی استعانت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کی دُعا بارگاہِ الوہیت میں قبولیت کا جامہ پہنتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں دُعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہے۔ آسمان پر وہی دُعا پہنچتی ہے جو جگر کو شق کر کے نکلتی ہے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاھٍ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

کہ خدا غافل اور کسی اور دھیان میں مشغول دل کی دُعا قبول نہیں کرتا۔

قبولیّت تو اس وقت نصیب ہوتی ہے جب میرے آقا کی طرح جسم کے ہر ذرّہ سے یہ آواز بلند ہو:-

خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَعِظَامِیْ وَعَصَبِیْ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

اے اللہ میری شنوائی، بینائی اور ہڈیاں اور اعصاب تک تیرے حضور جُھک گئے۔

پس انصار بزرگان! قرآن مجید کی آیات یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ پر عمل کرتے ہوئے استقامت دکھاؤ اور دُعا کرو۔ دُعا کرو۔ دُعا کرو۔ ایسی دُعا کہ عرش کے پائے لرز جائیں۔ رحمتِ باری جوش میں آئے۔

اِس طرح مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز دل کی پہنائیوں سے نکلے کہ آسمان سے اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کی آواز گونجے۔ اُس کا وعدہ ہے:-

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل: ۶۳)

بے بس کی دُعاؤں کو بجز خدا کے کون سُنتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو دُور کرتا ہے۔

شہید کے مزار پر

دن بھر کا تھکا ماندہ سورج مغرب کے پردوں میں مُنہ لپیٹ چکا تھا۔ رات کی کالی چادر نے ہر چیز کو ڈھانپ رکھا تھا۔ ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ ہر طرف بلند پہاڑ خدا کی عظمت اور کبریائی کا ورد کر رہے تھے۔

اور اُن کی کوکھ میں اَب چراغ نہیں بجلی کے بلب روشن تھے۔ ایک پہاڑ کے دامن میں میرے اور ساتھی دو شہیدوں کی قبروں پہ کھڑے ہاتھ اٹھائے خدا سے اُن کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کر رہے تھے۔ سینہ میں ایک طوفان برپا تھا۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔

یہ قبریں باپ اور بیٹے کی تھیں جو ۱۹۷۴ء میں راہِ حق میں شہید ہوئے تھے۔ اُن کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے جسے صداقت سمجھا اُسے قبول کرلیا۔ ان کا قصور یہ تھا کہ یہ اپنی آمد کا ایک معتدبہ حصہ اشاعتِ قرآن اشاعتِ اسلام میں دے رہے تھے۔ ان کا مکان بھی پہاڑ کے دامن میں تھا۔ گیارہ جون ۱۹۷۴ء کو ہزاروں لوگوں نے ان کے مکان پر ہلّہ بول دیا۔ جب اس مردِ حق کو یقین ہوگیا کہ اَب جان سپاری کا وقت آگیا تو اس نے اپنی بیوی اپنی لختِ جگر اور دو بچوں کو کہا۔ تم پچھلی جانب سے فلاں جگہ چلے جاؤ۔ ایک بچّے نے کہا اَبا میں آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔

شہید کو جب یقین ہوگیا کہ اَب شہادت مقدّر ہوچکی ہے تو اُس نے وضو کیا۔ اور باپ اور بیٹے نے حیاتِ مستعار خالقِ حقیقی کے سپرد کردی۔ باپ کا نام زمان خان تھا اور بیٹے کا نام مبارک۔ زمان خان ادیب فاضل تھا اور اچھا علمی ذوق رکھتے تھے۔

اُن کے ایک عزیز نے بتلایا کہ زمان خانصاحب شہادت سے آٹھ دس دن پہلے جب بچّوں کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد کو جایا کرتے تو اکثر یہ شعر گنگناتے۔ ؎

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

شاید وہ اپنی استقامت کو آواز دیتے تھے۔ انہیں شہادت کی تمنّا تھی۔ وہ یہ شعر بھی ان دنوں بہت پڑھتے تھے۔ ؎

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے ماحول کے خونی منظر سے

اس حال میں جینا لازم ہے جس حال میں جینا مشکل ہو

خدا جانتا ہے باپ نے بیٹے کا بہتا خون دیکھا یا بیٹا پہلے باپ پر نچھاور ہوگیا —— اس سے پہلے میں اس شب سید احمد شہید بریلوی کے مزار پر دُعا کرکے سیدھا یہاں پہنچا تھا۔ راہِ حق میں شہید ہونیوالو! تم پر خدا کی ہزاروں رحمتیں ہوں۔ یہ جان تو آنی جانی ہے۔ ایک دن رُوح نے جسدِ خاکی چھوڑنا ہی چھوڑنا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہو شہیدو! حدیث شریف میں لکھا ہے جنّت میں تمہاری روحیں سبز پرندوں کی طرح شاخ طوبیٰ پر چہچہائیں گی۔ (ترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی ثواب الشہید)

تم ابدی زندگی پا گئے ہو۔

زمان! ہر زمانہ میں آپ زندہ رہیں گے اور مبارک ہو عزیز — مبارک کہ تم نے زندگی سے پیار نہیں کیا، موت سے ہم آغوش ہو گئے۔ تمہارے سامنے دونوں راستے تھے۔ زندگی کو بچا سکتے تھے لیکن آپ اُس راہ پر چلے جو بہت کٹھن ہے۔ لیکن راہِ حق کے فدائیوں کے لئے نہیں کہ وہ ایک جست سے اس بیابان کو طے کر جاتے ہیں۔

مکرم محمد حنیف صاحب نمائندہ امریکہ کا مرکزی اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۳ء سے خطاب کا خلاصہ

محترم محمد حنیف صاحب کا خطاب انگریزی میں تھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد آپ نے فرمایا

سب سے پہلے مجھے اس بات پر اظہارِ مسرت کرنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس اجتماع میں شرکت کی سعادت عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔

۱۹۲۷ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے چند نوجوان مبلغ امریکہ بھجوائے۔ ان کی تبلیغ سے ۱۹۲۸ء میں مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ قبولِ اسلام کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ نیویارک کے مبلغ مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب نے رمضان کے مہینہ میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ اتفاق سے میں بھی وہاں موجود تھا۔ مجھ پر قرآن کریم کی تلاوت نے بے حد اثر کیا۔ اسی موقع پر مجھے ایک کتاب " WHERE DID JESUS DIE " مصنفہ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب مطالعہ کے لئے دی گئی۔ اس کتاب کے پڑھنے پر میرے خیالات کی کایا پلٹ گئی۔ اور مَیں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ اگر فی الواقعہ حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو گئے ہیں تو پھر مجھے اپنی ساری زندگی اور سارے عقائد تبدیل کرنا ہوں گے۔ بالآخر مَیں نے اسلام قبول کر لیا۔

میرے آٹھ بچے ہیں جن میں سے ۵ شادی شدہ ہیں۔ اور میرے چھ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

بوسٹن میں ہم نے ایک قطعہ زمین خریدا ہے اور اب وہاں مسجد بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ بوسٹن میں ایک گلی کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نام نامی پر مرزا ناصر احمد سٹریٹ رکھا گیا ہے۔

آپ نے آخر میں امریکہ کی جماعت کی روز افزوں ترقی کے لئے حاضرین سے درخواستِ دعا کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کس طرح نصیب ہو سکتی ہے؟

مکرم میاں عبدالقیوم صاحب زعیم انصار اللہ ۔ کوئٹہ

مُسلم کی ایک حدیث ہے :۔

عَنْ رَبِیعَةَ بْنِ کَعْبِ الْاَسْلَمِیِّ خَادِمِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْنِی فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّی عَلٰی نَفْسِكَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۔

ترجمہ :۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خادم اور اہل صفہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ رات کو مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کے لئے آپ کے گھر سویا کرتا تھا۔ رات کو اُٹھ کر آپ کے وضو کا پانی لاتا اور دوسرے کام کاج کرتا۔ ایک دن آپ نے فرمایا مجھ سے کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو۔ مَیں نے کہا مَیں اس دُعا کی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنّت میں آپ کا ساتھ میسّر ہو۔ حضور نے فرمایا اس کے علاوہ بھی کچھ اور چاہیئے۔ مَیں نے کہا بس یہی کافی ہے اس پہ آپؐ نے فرمایا مَیں دُعا کروں گا لیکن کثرت سجود سے تم بھی اپنے بارہ میں میری مدد کرو۔

مندرجہ بالا حدیث سے بہت سے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب ایک خادم کی خدمت سے خوش ہوتے ہیں تو اسے سوال کرنے یعنی کچھ مانگنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ خادم کوئی بڑی عمر کا انسان معلوم نہیں ہوتا۔ اور ایسے انسان کی ہزاروں امنگیں ہوتی ہیں اور ہزاروں خواہشیں ہوتی ہیں۔ اس شخص کے سامنے وہ ہستی موجود ہے جو محبوب ربّ الکائنات اور شافع محشر ہے۔ جس کی دُعا سے ہر جائز لیکن مشکل سے مشکل اور بظاہر ناممکن بات بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور ایسی ہستی ایک خادم کی خدمت سے خوش ہو کر خود اسے مانگنے کا ارشاد کرتی ہے۔ اس ارشاد پر ہر وہ شخص کوئی دنیوی خواہش پیش نہیں کرتا۔ مال و دولت کی خواہش نہیں کرتا ۔

[illegible]

ایک چیز کی اشد ضرورت ہے اور وہ تمہاری طرف سے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت انداز میں اس صحابی کو کثرتِ سجود کی رغبت دلاتے ہیں۔ حضورؐ یہ نہیں فرماتے کہ پھر تم کثرت سے عبادات بجا لاؤ۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ تم میری مدد کرو۔ وہ مدد جو تم میری کروگے وہ تمہارے لئے ہوگی اور جو اس طرح سے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت سے سجدات بجا لاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے ایک بات بالکل واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد صرف اور صرف عبادتِ الٰہی ہے۔ گو عبادت کا مفہوم پھر آگے بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ اور ہر وہ کام جو خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کی ہدایتوں کے مطابق کیا جائے۔ وہ عبادتِ الٰہی کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ تاہم ظاہری صورت کے لحاظ سے بھی عبادتِ الٰہی یعنی نماز اور نوافل وغیرہ کی بہت شدید ضرورت ہے۔ اسی لئے باوجود شدید محبتِ رسولؐ کے۔ اور ظاہری خدمتِ رسولؐ کے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اس سچے عاشق کو کثرتِ سجود کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ محبتِ رسولؐ ہی انجام کار انسان کے دل سے دُنیا کی محبت سرد کر کے عشقِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی کی چنگاری روشن کر دیتی ہے۔ اور اسی محبتِ رسولؐ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات سے وہ فیضان نازل ہوتا ہے جو انسان کے دل کو غیر اللہ سے نجات دے کر محبوبِ حقیقی کا عاشقِ زار بنا دیتا ہے۔ اس کے دل میں محبوبِ حقیقی کی تپش پیدا کر کے اسے خدا کے حضور سجدہ میں گرا دیتا ہے اور سجدہ میں گرا دینے کا شوق پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہی انسانی پیدائش کا مقصد وحید ہے۔ اس کے بغیر وہ اعلیٰ اور ارفع انعاماتِ الٰہیہ بھی نازل نہیں ہوتے جس کا بیج انسانی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ عبادتِ الٰہی کی اہمیت ایک اور طور سے مزید واضح ہو جاتی ہے کہ ہم جس ہستی کو شاہِ کونین کہتے ہیں۔ شافعِ محشر۔ سید ولدِ آدم۔ خالقِ کائنات کا محبوب یقینی کرتے ہیں وہ خود اپنے معبود کی کس طرح عبادت بجا لاتی ہے۔ احادیث سے یہ بات خُوب واضح ہے کہ آنحضورؐ کیسے عابد تھے۔ سب سے زیادہ رکوع کرنے والے۔ سب سے زیادہ سجدہ کرنے والے اور سب سے زیادہ قیام کرنے والے تھے۔ دن کے مختلف مشاغل۔ تجارت۔ لین دین۔ فرائض حکومت وغیرہ اور حتّٰی کہ شدید جنگ میں بھی آنحضورؐ کی رُوح اپنے معبود کے حضور سجدہ ریز رہتی۔ رات کو جب آپ کا جسم آرام کر رہا ہوتا تو آپؐ کی رُوح ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتی۔ اور جب آپ رات کو اُٹھ کر اپنے محبوب و مطلوب و مقصود کے حضور سجدہ ریز ہوتے تو الفاظ اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور کوئی ذہن ان جذبات کو سمجھ نہیں سکتا جو اس وقت آنحضورؐ کے دل میں جوش مار رہے ہوتے۔ رات کی تنہائیوں میں آپ کی جبینِ مبارک فرشِ خاک پر غلطاں رہتی۔ ایک ہی سجدہ میں لمبا لمبا عرصہ آپ کی پیشانی سجدہ میں پڑی رہتی کبھی آپ قبرستان میں چلے جاتے اور اس محو کے عالم میں بے تابانہ سجدہ میں گر کر یہ عرض کرتے کہ سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِیْ۔ کبھی اپنی رفیقہ حیات سے اجازت لے کر گھر سے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(٨)

[illegible]
[illegible]
[illegible] ([illegible])
[illegible]
[illegible]

(١)

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟

مکرم نُور احمد صاحب بولستاد نارویجن نژاد ہیں۔ جماعت احمدیہ ناروے کے نائب نیشنل امیر ہیں۔ پیشہ کے لحاظ سے استاد ہیں۔ نارویجن ٹیچرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ اس عنوان پر اس داعی الی اللہ نے اپنے مُلک کے رہنے والوں سے جو خطاب کیا وہ قارئین انصار اللہ کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

اسلامی جہاد

اسلام امن کا مذہب ہے۔ اپنے پیروکاروں کو اس امر کی تعلیم دیتا ہے جب تم ایک دوسرے سے ملو تو السلام علیکم کہا کرو۔ جس کا مطلب سلامتی ہے۔ ایسے مذہب کے متعلق یہ خیال کرنا کہ یہ جنگ و جدل کا مذہب ہے۔ محض لغو ہے۔ لفظ جہاد سے مراد صرف قتال فی سبیل اللہ ہی نہیں۔ بلکہ اس کے کئی مفہوم ہیں۔ اور جہاد کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً جہاد اکبر۔ جہادِ کبیر اور جہادِ اصغر۔ ان اقسامِ جہاد کی وضاحت کے لئے البقرہ آیت ۱۱۹، سورۃ الانفال آیت ۶۲ اور سورۃ الحج آیت ۴۰ اور ۴۱ مطالعہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حالات کے مطابق مختلف طریق سے جہاد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لفظ "جہاد" سے قتل و غارت مراد لینا محض جہالت اور علم کا فقدان ہے۔

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامِ امن

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکّی زندگی میں قیامِ امن کی ہر ممکن کوشش کی اور انتہائی صبر و تحمّل اور بردباری سے کام لیا۔ محض قیامِ امن کی خاطر طویل تین سالہ انتہائی تکلیف دہ بائیکاٹ برداشت کیا۔ کشت و خون سے بچاؤ کے لئے اپنے پیارے وطن مکّہ کو چھوڑ دیا۔ مدنی قیام کو بھی اہلِ مکّہ نے اجیرن کرنے کی کوشش کی۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں محض قیامِ امن کی خاطر جنگ میں حصّہ لیا۔ قیامِ امن کی خاطر صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا۔ جس کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے لئے کمتر اور اہلِ مکّہ کے لئے مفید تر تھیں۔ لیکن اہلِ مکّہ نے خود ہی اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اس بدعہدی کی بناء پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامِ امن کی خاطر مکّہ کی طرف کوچ کیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبادت گاہ کو ریت میں مدفون پاکر بے قرار ہوگئے۔ اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ریت ہٹانے لگے۔ جانثاران نے اپنے محبوب خلیفہ کی تقلید کرتے ہوئے یہودی عبادت گاہ کو ریت کے ٹیلے سے نکال کر دوبارہ عبادت کے قابل بنادیا۔ اور یہودیوں کی عبادت گاہ اُن کے حوالے کی۔ تاکہ وہ اپنے طریق کے مطابق اس میں عبادت کرسکیں۔ یاد رہے اس یہودی عبادت گاہ کو ریت کے ٹیلے میں بدلنے والی عیسائی رومن حکومت تھی۔

مسلمانوں کا اسلامی تعلیم سے انحراف

بعد میں آنے والے مسلمانوں نے اسلامی تعلیم کے اصولوں سے انحراف کیا۔ ہوس اقتدار۔ ذاتی چپقلش اور سیاسی وجوہات کی بناء پر جنگ وجدل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کے ذاتی کردار و افعال کی وجہ سے اسلامی تعلیم قابلِ گرفت نہیں۔ بلکہ اس کو مسلم حکومتوں کی سیاسی اور اقتصادی مصلحتیں قرار دینا مناسب ہوگا۔

جنگیں کیوں ہوتی ہیں

اس کے کئی اغراض و مقاصد ہیں۔ مثلاً توسیع حکومت، بالادستی کا قیام، مفتوح قوم کا فاتح سے جذبہ انتقام، حصولِ قومی آزادی، سرکش قوم کو سزا دینے کے لئے جذبۂ نسلی امتیاز و برتری، مذہبی اختلافات اور گروہ بندی۔ اگر دُنیا اسلام کی سماجی، معاشرتی اور اقتصادی تعلیم پر عمل پیرا ہو تو جنگ کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

اسلامی تعلیم اور مذہبی آزادی

اسلام مذہبی آزادی کا حامی ہے۔ اور دوسرے مذاہب سے مذہبی آزادی کا صرف مطالبہ ہی نہیں کرتا بلکہ ان کو اس کا حق بھی دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اسلام مذہبی تنقید برداشت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس نظریہ کی تائید میں سورۃ الانعام آیت ۱۰۹ اور سورۃ النحل کی آیت ۱۲۵ مطالعہ کیجئے۔

اسلامی تعلیم اور ناخواندگی کے خلاف جہاد

اکثر اوچھے پن، بے صبری اور تعصب کی اصل وجہ ناخواندگی، کم علمی، عدم واقفیت اور جہالت ہے۔ اسلام جہالت اور تعصب کا سخت مخالف ہے۔ اور علم حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس نظریہ کی تائید کے لئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطالعہ کیجئے۔ جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مُسلم مرد وزن

پر لازم و فرض ہے۔ خواہ اس کے لئے دُور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اور بچوں کو تعلیم دلانے اور اعلیٰ تربیت کرنے پر والدین کو جنّت کی خوشخبری دی ہے۔

اسلامی تعلیم نسلی امتیاز کی مخالف ہے

اسلام نسلی امتیاز کا سرے سے قائل ہی نہیں۔ اس اسلامی نظریہ کی تائید میں قرآنی تعلیم سورۃ الحجرات آیت ۱۳ ر ۱۴ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ حجۃ الوداع شاہد و ناطق ہے۔ اسلام امیر اور غریب کے فرق کو تسلیم کرتا ہے لیکن اسلامی نظریہ میں اس فرق کی کوئی اہمیّت نہیں معزز وہی ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر ہے۔

مندرجہ بالا زرّیں اسلامی اُصولوں کے باوجود جنگیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں مُسلم حکومتوں کے درمیان بھی جنگیں ہوئیں۔ اس لئے بے نظیر اور زرّیں اسلامی تعلیم قابلِ گرفت نہیں۔ بلکہ اس کی وجوہات حکومتوں اور مسلمانوں کی باہمی رنجش و چپقلش، ملکی و قومی سیاست اور تعصّب ہے۔

اسلامی تعلیم اور قیامِ امن

اسلامی تعلیم کا نچوڑ قیامِ امن ہے۔ اس نظریہ کی تائید کے لئے قرآنی تعلیم سورۃ الحجرات آیت ۱۰ بنی نوعِ انسان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اگر دُنیا اس تعلیم سے استفادہ کرے تو ہر طرف امن و سلامتی کا دَور دورہ ہو۔

متعصّب دُنیا کے نزدیک اسلام طاقت و تلوار کا مذہب ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم جنگجو نبی ہیں۔ میرے نزدیک یہ محض لغو اور سراسر افترا ہے۔ بلکہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم امن کے شہزادہ نبی ہیں۔

اے ربّ میری دُعا کو سُن

حضور نے بیت الدعا میں یہ دعا لکھی ہوئی تھی :-

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَاءَکَ وَاَعْدَائِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْ لَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔

اس دُعا کو دیکھنے اور اس الہام کے ہونے سے معلوم ہُوا کہ یہ دعا میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے (تذکرہ ص۵۱۲)

ترجمہ:- اے ربّ میری دُعا کو سُن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو پھاڑ دے۔ اور اپنا وعدہ پورا کر اور اپنے بندے کی مدد کر اور ہمیں اپنے کام دکھا اور اپنی تلوار کو ہمارے لئے بے نیام کر اور کافروں میں کوئی شریر باقی نہ رکھ۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

کی

دعاؤں کی قبولیت کی چند مثالیں

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ

سیّدنا و امامنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس عاجز پر جو اَن گنت احسانات ہیں ان میں سے ایک سلسلۂ احسانات یہ ہے کہ حضور پُرنُور نے عاجز کو بے شمار موقعوں پر اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا اور اللہ تعالیٰ نے حضور پُرنُور کی دُعائیں عاجز کے حق میں قبول فرمائیں۔ بعض اوقات تو ایسا ہُوا کہ حضور نے ازراہِ ترحّم و شفقت بندہ کو دیکھا اور حضور کی وہی شفقت بھری نظر عاجز کے لئے مقبول بارگاہِ ایزدی ہوگئی۔

حضور انور نے ابتداء خلافت ہی سے جلسہ سالانہ کے بھرے مجمع میں فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے قبولیتِ دُعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے اُمید ہے وہ رحیم و کریم خدا مجھے نا اُمید نہیں کرے گا۔ حضور پُرنُور کے الفاظ ترتیب کے لحاظ سے ممکن ہے اس سے مختلف ہوں مگر مفہوم بالکل یہی تھا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت میں ایک امتیازی مقام بخشا۔ آپ کی دعائیں جو ہم نے مقبول ہوتی دیکھیں وہ انفرادی بھی تھیں اور اجتماعی بھی۔ اور ملکی بھی تھیں اور آفاقی بھی۔ اس وقت کچھ انفرادی دُعاؤں کا تذکرہ مطلوب ہے۔

(۱)

انفرادی دعائیں جو اس رنگ کی ہیں کہ عاجز یا اہلِ خانہ میں سے کوئی فرد بیمار ہُوا اور حضور انور سے دُعا کی عرض کرتے ہی مریض روبصحت ہوگیا بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک مثال عزیزم ظفر احمد صاحب سرور کی ہے جو کمزور صحت کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی دُعاؤں سے فیضیاب ہوتا رہا۔ اور بالآخر شاہد کلاس پاس کر کے سلسلہ کا مربی و مبلغ بن چکا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت عاجز کو شفقت بھری نظر کے رنگ میں جو حضور کی ایک دُعا لگی اس کا قدرے مفصّل ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ مَیں بھی کمزور صحت کا منحنی سا انسان تھا۔ اس وقت کی میری تصاویر محفوظ ہیں۔ ہڈیاں نمایاں گوشت کم۔ حضور نے ازراہِ ترحّم و شفقت مجھے ایک دن گریبان سے پکڑا اور میری صحت کے بارے میں پُرمزاح کلمات

[illegible]

[illegible]

(٢)

[illegible]

(۳)

اسی طرح ۱۹۷۵ء میں عاجز کو اپنے ایک بیٹے عزیز فضل احمد طاہر کی پوسٹ گریجویٹ تعلیم کے سلسلہ میں مشکلات کا سامنا تھا۔ عزیز جب تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی ایس سی کا امتحان دے چکا تو ربوہ سے باہر اسے بھجوا کر مزید تعلیم دلوانے کی میرے پاس کوئی گنجائش نہ تھی۔ خیال تھا کہ فزکس میں ایم ایس سی ربوہ میں رہ کر ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ سو یہی لائن اختیار کرادی جائے گی۔ لیکن حضور انور کے مشورہ کے بغیر بندہ کوئی قدم نہ اٹھانا چاہتا تھا۔ ایک خیال یہ بھی تھا کہ جس طرح ربوہ کے کئی نوجوان محض کمائی کی خاطر بیرون ملک چلے گئے ہیں۔ فضل احمد کو بھی بھجوا دیا جائے اور وہ بیچارا گھر کے حالات دیکھ کر تیار بھی ہوگیا۔ لیکن جب یہ سب تجاویز میں نے اپنے آقا کی خدمت میں لکھ کر بھیجیں تو حضور کا ارشاد موصول ہوا

"باہر جا کر کیا کرے گا نتیجہ نکلنے پر فیصلہ کرنا چاہیئے"

نتیجہ نکلا بفضل خدا عزیز فضل احمد نے فرسٹ ڈویژن میں بی ایس سی کا امتحان پاس کیا حضور پرنور نے تفصیلی رزلٹ ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسے حساب میں ایم ایس سی کروائیں۔ میرے مالی وسائل کے اعتبار سے بظاہر اس کی تعمیل کرنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ حساب کی ایم ایس سی کا انتظام لاہور میں تھا یا اسلام آباد میں ـــــ حضور انور کی دعاؤں سے عزیز موصوف کو اسلام آباد میں داخلہ مل گیا اور وظیفہ بھی۔ ہوسٹل کی رہائش اور دیگر اخراجات کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے غیب سے فرما دیا۔ اور پھر جب عزیز نے اسلام آباد یونیورسٹی میں اپنی ایم ایس سی مکمل کی تو وہ یونیورسٹی میں اپنے مضمون میں اوّل آیا۔ عزیز موصوف ہر مرحلہ پر خود بھی حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا رہا بندہ بھی عرض کرتا رہا۔ الحمد للہ ہم باپ بیٹا اس رنگ میں حضور انور کی دعاؤں سے خوب خوب فیضیاب ہوئے۔ ایم ایس سی میں اعلیٰ کامیابی کے بعد عزیز فضل احمد کو حضور پرنور کے ارشاد پر مجلس نصرت جہاں کے تحت سیرالیون بطور ٹیچر بھجوا دیا گیا۔ جہاں اس نے تین سالہ وقف نبھانے کے بعد حضور انور کی اجازت سے نائیجیریا میں تبادلہ کروالیا اور اب عزیز موصوف نائیجیریا کے ایک جماعتی سکول ہی میں بطور ٹیچر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس عرصہ میں اس کی شادی بھی ہوچکی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بیٹے کی نعمت سے بھی متمتع ہوچکا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

(۴)

آغاز مضمون میں بندہ نے اس قسم کی دعاؤں کا سرسری ذکر کیا ہے جس سے ہم سب اہل خانہ ہر بیماری کے موقع پر مستفیض ہوئے۔ لیکن ایک خاص کڑی آزمائش اور اس سے حضور انور کی دعا کی برکت سے مخلصی پانے کا واقعہ ذرا تفصیل سے عرض کیا جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فروری ۱۹۷۰ء کی بات ہے عاجز کی اہلیہ بس کے ایک حادثہ سے زخمی ہوگئیں خصوصاً سر کی چوٹ کے باعث بیہوشی طاری تھا۔ خون بے حساب بہہ چکا تھا۔ فضل عمر ہسپتال میں مرہم پٹی ہوئی سر کے زخم کو ٹانکے لگے۔ مکرم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب اور مکرم عبدالجبار صاحب اٹینڈ کر رہے تھے جزاھما اللہ۔ بے ہوشی کے باعث جو تقریباً چھتیس ۳۶ گھنٹہ رہی۔ بے حد تشویش تھی۔ الحمد للہ حضور پُر نور کی دُعائے مستجاب میسر آگئی حضور انور کی خدمت میں تحریری طور پر تفصیل عرض کی گئی۔ جس پر حضور انور کے اپنے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے یہ الفاظ دل کی ڈھارس کا باعث ہوئے اور شفایابی کے بارے میں یقین کے مقام پر پہنچا گئے۔ فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا دے اور خیریت سے رکھے۔"

چھتیس ۳۶ گھنٹے کے بعد جب اہلیہ اُم ہوش میں آئیں تو پھر کامل شفا کے لئے حضور انور سے مزید درخواستِ دعا کی گئی۔ اس پر پھر حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:۔

"الحمد للہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا کرے۔"

خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اہلیہ اُم کو صحت عطا فرمادی اور وہ اڑتالیس ۴۸ گھنٹے بعد یعنی حادثہ کے تیسرے روز ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر پہنچ گئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

کس کس احسان کو یاد کروں یہ سلسلہ لامتناہی ہے طوالت کے ڈر سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں

"مَیں جماعت احمدیہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات آتی ہے کہ تبلیغ کے نتیجہ میں مخالفانہ ردّ عمل سے ہمیں کوئی نقصان ہوگا۔ اس لئے تبلیغ میں کمی کر دی جائے تو یہ ایک مشرکانہ خیال ہے۔ جو احمدی یہ خوف دل میں رکھے گا وہ توحید کے شجر سے کاٹا جائے گا۔ ہمیں صرف اللہ پر توکل رہا ہے اور صرف اللہ پر ہی توکل رہے گا۔ اُس نے کبھی خوف کی حالت میں ہمیں اکیلے نہیں چھوڑا۔ ہم نے اُس سے کبھی بے وفائی نہیں کرنی۔ اگر دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں ہمارے ایک ایک بچّے کے کاٹے جانے کا خوف ہے تب بھی ہم نے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹنا ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔" (الفضل ۲۳/۳/۸۴)

(قیادت اصلاح وارشاد انصار اللہ مرکزیہ)

دورہ آسٹریلیا کی خوشگوار یاد

مکرم حبیب اللہ صاحب نعیم　از　آسٹریلیا

مَیں مختصراً اس دَورہ کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں جو چند ماہ قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آسٹریلیا کا کیا تھا۔ اس دَورہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس دوران "مسجد الہدیٰ" کا سنگِ بنیاد رکھنے کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ اس نے آج ایسے حالات پیدا کئے کہ حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس تشریف لا کر آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ آج جو بیج بویا گیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اس کی شاخیں آسٹریلیا میں جلد پھیلیں گی۔

اگر دُنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے تو بظاہر آسٹریلیا جو ایک مُلک بھی ہے اور براعظم بھی۔ خشکی کے راستے پُوری دُنیا سے کٹا ہُوا ہے۔ مگر جب خدا تعالیٰ کے نیک اور پاک لوگ خدا تعالےٰ کے نام کو دُنیا میں پھیلانے کا عزم کر لیں تو وہ بھی ان کے ارادوں میں برکت ڈالتا ہے۔ آج یہ الہام اپنی پُوری شان سے پُورا ہوتا دکھائی دینے لگا۔ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

اسی دَورہ کے درمیان ہمیں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ سعادت بھی بخشی کہ ہم نے نمازِ جمعہ حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں ادا کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

انہی دنوں کے درمیان ایک تقریب HENLEY BOWLING CLUB میں منعقد ہوئی۔ جس میں احمدیہ جماعت کے تمام ممبران کے علاوہ بڑی تعداد میں غیر از جماعت لوگ اور عیسائی بھی شامل ہوئے۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے عقائد بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے۔ تقریر ختم ہونے کے بعد پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود یہ دعوت دی کہ اگر حاضرین میں سے کوئی بھی شخص کسی قسم کا سوال کرنا چاہیے تو مَیں اس کا جواب دُوں گا۔ کئی لوگوں نے حضور ایّدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دعوت پر اپنے اپنے سوالات کاغذ پر تحریر کر کے حضور ایّدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائے۔ ہمارے پیارے خلیفۂ وقت نے وہیں اسٹیج پر کھڑے ہو کر تمام سوالات کے جوابات بڑے ہی مؤثر انداز میں پیارے دیئے۔ اپنے اپنے جوابات سُن کر کسی نے بھی

اعتراض نہ کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب ہی اس جواب سے مطمئن ہیں۔

ہمیں شدت سے یہ احساس تھا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں پر چند دن قیام کرنے کے بعد واپس ہمارے مرکز "ربوہ" میں لوٹ جائیں گے۔ یہی کوشش رہی کہ زیادہ سے زیادہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحبت میں وقت گذارا جائے۔ اور پاکیزہ مجلسوں سے فیض یاب ہوا جائے۔ مجلس کی بات آ ہی گئی ہے تو اس مجلس کا ذکر کرتا چلوں۔ جو تقریباً ہر روز نماز مغرب وعشاء کے بعد لگا کرتی تھی۔ یعنی "مجلس علم وعرفان"۔

ہر روز نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد "مجلس علم وعرفان" لگا کرتی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز احباب کے علمی سوالوں کے جوابات دیتے۔ یہ مجلس کیا ہوتی۔ علم کا وسیع سمندر موجزن ہوتا تھا۔ ایک سوال کا جواب کئی کئی مثالوں سے واضح فرماتے۔ اور اس قدر وضاحت سے کہ جواب ذہن نشین ہو جاتا۔ اگر مردوں کو یہ حق ملا ہوا تھا کہ وہ سوال پوچھ سکتے ہیں تو دوسری طرف عورتوں کو بھی باقاعدہ موقع دیا ہوا تھا۔ کہ وہ بھی اگر کوئی سوال کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں۔ عورتوں نے بھی بھرپور اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

ایک دن یہ مجلس لگی ہوئی تھی۔ سوال وجواب ہو رہے تھے۔ اس دن کچھ زیادہ دیر ہو گئی۔ کسی صاحب نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذاقاً فرمایا کہ لوگ اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آج اب اس مجلس کو ختم کرتے ہیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔

اپنے دورہ کے درمیان ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں کی پوری جماعت کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ جب دن ہماری ملاقات تھی۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے تو فرمایا پہلے آپ دونوں اپنا اپنا تعارف کروائیں۔ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھنے لگے تو میں نے گذارش کی کہ اگر اجازت ہو تو تصویر اتار لیں۔ ہنس کر فرمانے لگے۔ "بلائیں اپنے فوٹو گرافر کو"۔ آقا کا اس قدر پیار اور محبت اپنے خادموں سے۔

کس قدر خوش قسمت ہیں ہم لوگ کہ ہمیں اس قدر پیار کرنے والا اور مہربان آقا ملا۔ جس دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں سے روانہ ہونا تھا۔ دل بہت اداس تھا۔ گزرے ہوئے دن یوں معلوم ہوتے تھے کہ جیسے پلک جھپکتے گذر گئے ہوں۔ ایک وہ دن تھا کہ جب ہم بہت خوش تھے کیونکہ اس دن ہمارے آقا نے سڈنی تشریف لانا تھی۔ اور آج ایک یہ دن تھا جب اسی ائرپورٹ سے روانگی تھی۔ دل یہ دعائیں کر رہا تھا کہ اے خدا تو اپنے فضل سے ہمارے پیارے آقا کو بخیریت "ربوہ" پہنچا۔ اے خدا تو اور تیرے فرشتے ہمیشہ ان کی حفاظت کریں آمین۔ سو خدا تعالےٰ نے عاجز بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ اور ہمارے پیارے امام کو ان کی منزل پر بخیریت پہنچایا الحمد للہ۔

صحیفۂ یسعیاہ اور حضرت مسیح علیہ السلام

وادئ قمران کے غاروں سے نئے متن کا انکشاف

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب - ۲۱۵ رستم پارک - ملتان روڈ لاہور

قرآن حکیم میں ایک اسرائیلی پیغمبر کا ذکر ہے۔ اس کا نام یَسَعَ ہے

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ۔

اور اسماعیل اور یَسَعَ کو یاد کرو۔ اور ذُوالکفل کو بھی۔ یہ سب کے سب ہمارے نیک بندوں میں سے تھے۔

قرآن کا یَسَعَ بائیبل میں یسعیاہ ہے۔ یسعیاہ پیغمبر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے آنے والے مسیحا۔ اور عرب میں مبعوث ہونے والے سیدالمرسلین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارہ میں واضح اور روشن پیشگوئیاں اپنے صحیفہ کی زینت بنائی ہیں۔

انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام عبادت خانہ میں آکر یسعیاہ نبی کا صحیفہ کھولتے اور بشارات یسعیاہ کی طرف توجہ دلاتے۔

"اور وہ ناصرہ میں آیا جہاں اس نے پرورش پائی تھی اور اپنے دستور کے مطابق سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا۔ اور یسعیاہ نبی کی کتاب اس کو دی گئی۔ اور کتاب کھول کر اس نے وہ مقام نکالا جہاں یہ لکھا تھا کہ خداوند کی رُوح مجھ پر ہے اس لئے کہ اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا ہے۔۔۔۔۔۔

پھر کتاب بند کرکے اور خادم کو واپس دے کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ان سے کہنے لگا کہ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا"۔ (لوقا ۱۶-۲۱/۴)

یہ عجیب بات ہے کہ یسعیاہ نبی کے جس صحیفہ کا حضرت مسیحؑ درس دیا کرتے تھے۔ اس کا متن "وادئ قمران" کے غاروں ہی سے مل گیا ہے۔ موجودہ متن سے یہ کچھ مختلف ہے۔ لیکن زیادہ تر سوا ہی یعنی مروّجہ متن کی

تصدیق ہے۔ نمایاں فرق یہ ہے کہ فرستادۂ حق کے مقتول ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ موت سے مشابہ حالت کا بیان ہے۔ نورِ حیات سے روشن ہونے۔ اور انجام کار اشراف میں ایک اونچی جگہ کے پانے کا ذکر ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

چوتھی صدی میں صحیفہ یسعیاہ کی ایک مستند اور مصدقہ نقل تیار کی گئی یہ نسخہ بنیادی نسخہ بن گیا اور مراکز یہود میں شائع ہوگیا۔ عجیب بات ہے یسعیاہ ۵۳/۱۱ میں نقل کرتے ہوئے ایک لفظ چھوٹ گیا۔ بنیادی نسخہ کے عبرانی متن میں ییریہ کا لفظ ہے کہ وہ دیکھے گا کیا دیکھے گا؟ آگے لفظ غائب ہے۔ اس کے بعد مسوراہی علماء نے کتاب یسعیاہ کو مرتب کیا انہوں نے بھی اس لفظ کو بحال نہیں کیا یہاں تک کہ یہ لفظ عبرانی متن میں آج بھی چھوٹا ہوا ہے۔ عصرِ حاضر میں علماء نے تحقیق کی کہ یہ لفظ کون سا ہوسکتا ہے۔ تقابل کے لئے آج سے ۲۳ پہلے کے یونانی ترجمہ سپٹواجنٹ (سبعینیہ) کو دیکھا گیا۔ اس میں ہے کہ " وہ روشنی دیکھے گا۔" گویا سپٹواجنٹ کے علماء کے سامنے جو عبرانی متن تھا اس میں ییریہ کے بعد روشنی کا لفظ موجود تھا۔ لفظ کو بحال کرنے کے لئے یہ ایک کوشش تھی۔ لیکن سارے علماء نہیں مانتے تھے۔ یہاں تک کہ وادی قمران کے غاروں سے یسعیاہ نبی کے دو صحیفے مل گئے۔ یہ متن دو ہزار سال سے بھی پرانا ہے۔ دونوں نسخوں میں ییریہ کے بعد "اور" یعنی روشنی کا لفظ موجود ہے۔ اس انکشاف کے پیشِ نظر ۱۹۷۸ء میں نیو انٹرنیشنل ورشن میں ترمیم کر دی گئی۔ اَب متن میں ییریہ کا جواب لفظ "اور" یعنی روشنی موجود ہے۔ اَب ترجمہ کیا گیا کہ وہ روح کی تقدیس میں ڈوب کر زندگی کی روشنی دیکھے گا۔

نسخہ قمران کے پیشِ نظر یسعیاہ ۵۳ باب ۹ میں ایک اور فرق بھی قابلِ غور ہے ۵۳/۹ ملاحظہ ہو۔ مسوراہی متن میں بموتایو کا لفظ ہے۔ معنے ہیں " اپنی موت میں " پُورا فقرہ یہ ہے :۔

" اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہُوا۔"

اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آنے والے فرستادہ کی صلیبی موت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن یسعیاہ نبی کے نسخۂ قمران میں بموتہ کی بجائے بمہ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کا اُونچا مقام اشراف کے ساتھ ہُوا۔ بائیبل میں بمہ کا لفظ خدائے یہواہ کی عبادت کے مرتفع رُوحانی مرکز کے لئے آیا ہے۔ اسی طرح اور بھی باریک فرق ہیں — یہ تقابل اور مختلف متنوں کا مطالعہ ایک دلچسپ موضوع ہے۔

یسعیاہ نبی نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ عبد یہواہ یعنی آنے والا مسیحا موت کے مُنہ سے بچایا جائے گا۔ زندگی کی روشنی کو دیکھے گا — وہ قبریں سے زندہ نکل آئے گا — طویل عمر پائے گا — دُنیا میں رہے گا۔ اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا — اُمّت کے بڑے حصّہ کو پائے گا۔ باب ۵۳ میں یہ پیشگوئی ہے۔

نیو انگلش بائیبل (۱۹۷۰ء) میں سے اس پیشگوئی کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

"— وہ ستایا گیا۔ پست حالی میں اُسے مار مار کر گرایا گیا۔ تو بھی اُس نے منہ نہ کھولا جس طرح برّہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں۔ اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے۔ اسی طرح وہ خاموش رہا۔

بغیر حفاظت اور بغیر انصاف وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ (دُوسرے معنے حاشیہ میں یہ ہیں) گرفتار کرنے اور فتویٰ دینے کے بعد وہ اسے لے گئے۔

اس کے مقسوم کے بارہ میں کون سوچے گا۔ کہ وہ کس طرح زندہ انسانوں کی دُنیا سے کاٹا گیا؟ اور اپنی اُمت کی سرکشی کے سبب سے جان سے مار دینے کے لئے اس پر وار کیا گیا۔ اس کی قبر شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔ اور وہ لوگ جو کہ نسل انسانی میں سے مستزد تھے۔ ان کے درمیان اس کا مدفن بنا۔

اگرچہ اس نے کبھی ظلم نہ کیا۔ اور اس کے مُنہ سے کلمۂ فریب نہ پایا گیا۔ تاہم خداوند نے اپنے مظلوم بندے کے بارہ میں ارادہ کیا کہ وہ اسے شفا عطا کرے۔ جبکہ اس نے اپنے آپ کو خطا کا ذبیحہ بنا دیا۔

پس وہ عمرِ دراز سے متمتع ہوگا۔ اور اپنے بچوں کے بچوں کو دیکھے گا۔ اور خداوند کی تقدیر اس کے ہاتھ سے پُوری ہوگی۔

تمام دُکھوں میں سے گذرنے کے بعد اسے غسلِ نُور دیا جائے گا۔ ذِلّت اور بے عزتی کے بعد کاملًا اس کی برأت ہوگی۔ پس اس طرح میرا بندہ بہتوں کو گناہوں سے چھڑائے گا۔ ان کے قصوروں کی سزا وہ خود اٹھائے گا — اس لئے میں اسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصّہ دُوں گا۔ اور وہ لُوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا — یہ اس لئے ہُوا کہ اُس نے اپنے آپ کو کھُلے طور پر موت کے سامنے ڈال دیا۔ اور خطا کاروں کے ساتھ اسے شمار کیا گیا — اس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے۔ اور بدکرداروں کی شفاعت کی۔"

یہ پیشگوئی عبرانی نظم میں ہے۔ اس میں استعارہ کا عُنصر غالب ہے۔ کچھ اشارات ہیں بعض محذوف نکالنے پڑتے ہیں۔ یہ نظم خادم "عبد یہواہ" کی تکالیف کا مرقع ہے۔

نئے عہدنامہ میں اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح ناصریؑ کو بتایا گیا اس بشارت کا ایک اقتباس بایں الفاظ درج ہے :-

"ــــ لوگ اسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کو لے گئے اور جس طرح برّہ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اپنا مُنہ نہیں کھولتا۔

پست حالی میں انصاف سے محروم رہا۔ اور کون اس کی نسل کا حال بیان کرے گا۔ (یا خاندان کی تفصیل بتائے گا۔) کیونکہ زندہ انسانوں کی دُنیا سے اس کا تعلق ٹوٹ گیا۔"

(اعمال ۸/۳۲-۳۳)

یسعیاہ باب ۵۳ کی پیشگوئی کو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ پر چسپاں کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس کا مصداق آپ کو سمجھا (یوحنا ۱/۲۹) آپ کے حواریوں نے اس پیشگوئی کو اپنے آقا کے لئے سمجھا۔ اور حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ کا عبد قرار دیا۔ انجیل میں جابجا اس نوشتے کا ذکر ہے۔ اور اس کے پُورا ہونے کا بیان ہے۔ (لوقا ۲۲/۳۷ ۔ یوحنا ۱۲/۳۸ ۔ متی ۸/۱۷ ۔ پطرس ۱/۲ ۲۴-۲۵ ۔ اعمال ۳/۱۳-۱۸، اعمال ۸/۳۲-۳۵)

اس پیشگوئی میں ہے "خادم خدا" خطا کا ذبیحہ بن جائے گا۔ جس طرح قربانیاں گناہوں کی معافی کا باعث بن جاتی ہیں۔ گناہوں کا بوجھ اُٹھا لیتی ہیں۔ اس طرح میرا بندہ لوگوں کے گناہ اٹھائے گا۔ حضرت یحییٰؑ نے اس حقیقت کے مدّنظر حضرت مسیحؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے۔ جو دُنیا کے گناہ اٹھائے جاتا ہے۔" (یوحنا ۱/۲۹)

خدا کے برّے کے لئے آپ نے آرامی میں فرمایا تھا۔

تالیا دی لاھا

تالیا ذو معنی ہے۔ اس کے معنے برّہ اور خادم کے ہیں۔ یہ معنے بھی درست ہیں ـــ "دیکھو یہ خدا کا خادم ہے۔ جو دُنیا کے گناہ اٹھائے جاتا ہے۔"

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے آخر میں یسعیاہ باب ۵۳ کے اقتباس کا عبرانی متن اور ایک نیا اُردو ترجمہ دیا ہے ـــ آپ نے جو مفہوم پیش کیا۔ اس کی تائید اس متن سے ہوتی ہے جو وادیٔ قمران کے آثار سے منکشف ہُوا ہے۔

وادیٔ قمران سے جو متن ملا ہے۔ وہ بائیبل کے نئے انگریزی ترجمہ "نیو انٹرنیشنل ورشن" NEW INTERNATIONAL VERSION کے علماء کے پیشِ نظر تھا ـــ مثلاً یسعیاہ باب ۵۳ کی یہ آیت ملاحظ ہو:۔

بیدایہ زبیرع بے ادیک یا میم .... بے عمل نفشو

یربہ یسباع ۔

اردو بائیبل میں اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اس کی عمر دراز ہوگی ...... اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کر وہ اسے دیکھے گا۔ اور سیر ہوگا۔" (یسعیاہ ۵۳/۱۰-۱۱)

حضرت اقدس علیہ السلام نے جو ترجمہ دیا ہے۔ وہ درج ذیل ہے :۔

"اور وہ صاحبِ اولاد ہوگا۔ اس کی عمر لمبی کی جائے گی۔ وہ اپنی جان کی نہایت سخت تکلیف دیکھے گا۔ (یعنی صلیب پر بے ہوشی) پر وہ پُوری عمر پائے گا۔"

یسعیاہ نبی کا جو صحیفہ وادئ قمران سے ملا ہے۔ اس کے متن میں ایک لفظ کا اضافہ ہے۔ جس کے معنے روشنی کے ہیں۔ یہ متن نیو انٹرنیشنل ورشن نے قبول کیا ہے۔ اس میں یا یہ الفاظ ترجمہ پیش کیا گیا۔

"HE WILL SEE HIS OFFSPRING AND PROLONG HIS DAYS .... AFTER THE SUFFERING OF HIS SOUL, HE WILL SEE THE LIGHT (OF LIFE) AND BE SATISFIED."

وہ اپنی آئندہ نسل دیکھے گا۔ اور اس کی عمر کے ایّام دراز ہوں گے۔ اس کی جان دُکھ اور درد میں مبتلا ہوگی اپنی رُوح کی تعذیب کے بعد وہ (زندگی کی) روشنی کو دیکھ لے گا۔ اور مطمئن ہوگا۔

حاشیہ میں لکھا ہے کہ یونانی بائیبل سبعنیہ اور صحیفۂ قمران میں ایک لفظ "روشنی" زیادہ ہے مراد زندگی کی روشنی ہے۔

اب موازنہ کیجئے حضرت اقدس علیہ السّلام نے "یسیاع" یعنی پُورا ہُوا۔ کے بعد ایک محذوف نکالا اور عمر کے پُورا ہونے کا مفہوم اخذ کیا۔ یہ وہی مفہوم ہے جو سبعینیہ اور صحیفۂ قمران میں ملا ہے۔

جیمس مفاٹ ایک عظیم عالم ہوئے ہیں۔ آپ نے بائیبل کا ایک مستند ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ زیرنظر حوالہ میں ان کے ترجمہ کا مفہوم یہ ہے :۔

"۔ لیکن خدائے لم یزل نے اپنے خادم کی برأت کے لئے اُسے چُن لیا۔ اس کی زندگی کو مصیبت میں سے نکالا اور پناہ میں لے لیا۔ اس نے اسے لمبی زندگی دے کر اور آئندہ نسل دکھا کر پُورے طور پر خوشحال کر دیا۔"

یہ ترجمہ بھی حضرت اقدس علیہ السّلام کے پیش کردہ مفہوم کا آئینہ دار ہے۔ بہرکیف حضرت یسعیاہ نبی کو

[illegible]

کی طرح اسے ملیں گے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسولاً الیٰ بنی اسرائیل ہیں۔ وہ جہاں کہیں بھی گئے۔ انہوں نے برکت پائی ــــ عزّت ملی۔ اسی حقیقت کی طرف پیشگوئی میں اشارہ ہے۔

یسعیاہ نبی کی بشارت میں ایک فقرہ عبرانی متن کے متشابہات میں سے ہے۔

وَیتّین ایت رشاعیم قبرو وایت عاشیر بموتایو۔

اور ٹھہرائی گئی شریروں کے درمیان اس کی قبر اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا۔

عبرانی میں عشیر عُشیری کے معنے دولت مند، عالی نسب اور اشراف کے ہیں۔

نیو انگلش بائیبل کے علماء نے اختلاف تلفظ کے باعث مختلف معنے کئے ہیں۔ نیو انگلش بائیبل میں ہے:۔

ــ اس کا مدفن مسترد لوگوں میں بنایا گیا۔

ان معنوں کے پیشِ نظر مفہوم یہ ہو گا:۔

ــ اس کی قبر شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔ لیکن اس کا مقبرہ اشراف میں بنایا گیا۔ یا ان لوگوں میں بنا جو جلاوطن ہو کر مسترد ہو گئے۔

یسعیاہ باب ۵۳ میں اشارہ ہے کہ فرستادۂ حق قبر اوّل سے زندہ نکل آئے گا ــــ اس کے بعد عمر طویل پائے گا ــــ اپنی نسل در نسل دیکھے گا۔ اور بالآخر حقیقی موت وارد ہوگی ــ اشراف کے درمیان اس کا مدفن ہو گا۔

خدائی کلام کی بعض دفعہ ایک سے زیادہ قرأتیں ہوتی ہیں۔ ایک دلچسپ قرأت اس صحیفۂ یسعیاہ میں ہے جو کہ وادیٔ قمران سے برآمد ہوا ــــ وادیٔ قمران کے غار سے ملنے والے صحیفہ یسعیاہ میں آیت ۹ کا مفہوم یہ ہے:۔

"اور انہوں نے شریروں کے درمیان اس کی قبر بنائی۔ لیکن اس کا اونچا مقام اشراف میں بنایا گیا۔"

مروّجہ مسوراہی متن میں بموتایو کا لفظ ہے۔ معنے ہیں "اپنی موت میں" صحیفۂ قمران میں بموت کی بجائے بمہ ہے۔ عبرانی میں بمہ کے معنے بلندی۔ پہاڑی۔ ارتفاع۔ اس پہاڑی مقام کے ہیں جس پہ قبر بنائی جائے۔ یا قبر والا ٹیلہ۔

عالم اسرائیلیات MILLAR BURSOWS کی رائے میں اصل متن میں بمہ تھا۔[1]

---

[1] MORE LIGHT ON THE DEAD SEA SCSOLLS 1958 (P-152)

تورات میں بمہ کا لفظ "اُونچے مقام" کے لئے عام ہے۔ یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں یہ لفظ اونچے مقامات کے لئے آیا ہے۔ (یسعیاہ ۱۵/۲)

بمہ بایں معنے یرمیاہ نبی کے صحیفہ میں بھی ہے (۴۸/۳۵)

بائیبل میں ہے کہ بُت پرستوں نے یہودا کے پہاڑوں پر "اونچے مقام" بنائے ہوئے تھے۔(تواریخ ۲، ۲۱/۱۱) اس کے جواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہاڑوں پر خدا تعالیٰ کی عبادت کے مقامات بنائے۔ ان کو بمہ "اونچی جگہ کہا گیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

"اور سلیمان خداوند سے محبت رکھتا اور اپنے باپ داؤد کے آئین پہ چلتا تھا۔ اتنا ضرور ہے کہ وہ اُونچی جگہوں میں قربانی کرتا اور بخور جلاتا تھا۔

اور بادشاہ (سلیمان) جبعُون (معنے ہیں پہاڑی مقام) کو گیا۔ تاکہ قربانی کرے۔ کیونکہ وہ "خاص اونچی جگہ" تھی۔ اور سلیمان نے اس مذبح پہ ایک ہزار سوختنی قربانیاں گذاریں۔ جبعون میں خداوند رات کے وقت سلیمان کو خواب میں دکھائی دیا۔ اور خدا نے کہا۔ مانگ میں تجھے کیا دُوں...... سلیمان نے کہا۔ سو تُو اپنے خادم کو اپنی قوم کا انصاف کرنے کے لئے سمجھنے والا دل عنایت کر۔ تاکہ میں بُرے اور بھلے میں امتیاز کر سکوں۔ (سلاطین اول ۳/۳۔۹)

ظاہر ہے کہ صلحائے بنی اسرائیل نے خدائے یہواہ کی پرستش کے لئے پہاڑیوں پر "اُونچے مقام" بنائے ان کو عبرانی میں بمہ اور جمع کی صورت میں بموۃ کہا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خدائے یہواہ کی عبادت کے لئے اُونچا مقام بنایا۔ اس پس منظر میں یسعیاہ نبی نے بتایا کہ آنے والا خادم خدا بمہ "اونچا مقام" بنائے گا۔ جہاں خدائے یہواہ کی پرستش ہوگی —— وہاں خدا بولے گا —— اس صورت میں بشارت کا مفہوم یہ ہوگا۔

اس کی قبر شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی۔ لیکن وہ قبر میں سے زندہ نکل آئے گا۔ اور اشراف کے درمیان اس کا اونچا مقام ہوگا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کا مرکز۔

اشراف یا دولت مندوں کے لئے یہاں عاشیر کا لفظ ہے۔ اس کا تلفظ بھی مختلف ہے۔ کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے اور کچھ پڑھا۔ اگر اسے عاسار پڑھا جائے تو اس کے معنے "دس" کے ہیں۔ مراد اسباطِ عشرہ ہیں۔ اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ آنے والا مسیحا قبر سے نکل کر اسباطِ عشرہ میں جائے گا۔ اور وہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک اونچا مقام بنائے گا۔ اور اسی جگہ وہ دفن ہوگا:

قرآن حکیم میں اس اُونچے مقام کو رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ کہا گیا۔ فرمایا:۔

"ہم نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو ایک بڑا نشان بنایا۔ ان کو مصیبت سے نکال کر ایک اونچی جگہ پناہ دی۔ جو ٹھہرنے کے قابل اور چشموں والا مقام ہے۔ (المومنون)

بسمہ کی قرأت نے منکشف ہو کر قرآنی صداقت کو واضح کر دیا۔

اُونچا مقام اور اسباطِ عشرہ والی قرأت اس لحاظ سے بھی درست معلوم ہوتی ہے کہ یسعیاہ باب ۴۹ میں یہ پیشگوئی ہے کہ فرستادۂ خدا برپا ہو کر محفوظ بنی اسرائیل کی جمعیت کو تلاش کرے گا۔ ان کو فراہم کرے گا۔ اس کا مشن حروف اسف سے عبارت ہو گا۔ جس کے معنے اکٹھا کرنے کے ہیں۔ اس مشن کے لئے دُنیا کے کناروں تک سفر کرے گا۔ غیر قوموں کے علاقہ میں جائے گا۔ ان میں نُور کا اشتہار دے گا۔ بالآخر اُمت کو ایک ایسے مقام پر لے آئے گا۔ جہاں چشمے اُبلتے ہیںؔ۔ اس طرح پہاڑوں پر راستہ بنے گا۔ اور شاہراہیں اُونچی ہو جائیں گی — یہ ۴۹ باب کی پیشگوئی ہے۔ ۵۳ باب میں ہے کہ خادمِ خدا وحشی قبیلوں میں ایک اُونچا مقام بنائے گا — وہاں خدائے یہواہ کی عبادت ہو گی۔ ظاہر ہے کہ بسمہ والی قرأت کی صورت میں ۴۹ اور ۵۳ باب میں ایک مناسبت اور گہرا تطابق ہے — موت والی قرأت سے بھی انکار نہیں۔ وہ بھی درست ہے بسمہ دراصل قرأت اوّل ہے یہ آج تک مخفی تھی۔ ظاہر ہو گئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام دوسری قرأت کے پیش نظر فرماتے ہیں:۔

"اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ صلیب سے اُتار کر مسیح کو سزا یافتہ مُردوں کی طرح قبر میں رکھا جاوے گا۔ مگر چونکہ وہ حقیقی طور پر مُردہ نہیں ہو گا۔ اسی لئے اس قبر میں نکل آئے گا اور آخر عزیز اور صاحب شرف لوگوں میں اس کی قبر ہو گی اور یہی بات ظہور میں آئی۔ کیونکہ سری نگر محلہ خانیار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس موقع پر قبر ہے جہاں بعض سادات کرام اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۲۱۳)

اَب آیئے! تاریخ کشمیر کے اوراق پارینہ کی طرف کشمیر میں یسوع آسف یوز آسف کے نام سے مشہور ہُوا۔ قرونِ اُولیٰ کے ایک بُدھ قصّہ گو نے یوز آسف کو یوذ اسف کر دیا۔ اسے بُدھ ولی بنایا۔

ؔ FOR ONE WHO LOVES THEM SHALL LEAD THEM AND TAKE THEM TO WATER AT BUBBLING SPRINGS

یہ نیو انگلش بائیبل کا ترجمہ ہے۔

(یسعیاہ 49/11)

[illegible]

BY RODNEY HOARE.

THE TESTIMONY OF THE SHROUD

[illegible]

یسوع صلیب پر فوت نہیں ہوا تھا۔ وہ تو ما کی حالت میں تھا۔ قرنِ اوّل میں اس کی کیفیت کو موت کا نام دیا جاتا۔ بیسویں صدی کے سائنسی معیار کے مطابق یہ حقیقی موت نہیں ہے۔ کتاب کے آخر میں ہے یسعیاہ باب ۵۳ کی پیشگوئی میں کہاں لکھا ہے؟ کہ غیر طبعی موت اس کا مقدر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ وہ موت سے بچایا جائے گا ـــــ وہ طویل عمر پائے گا ـــــ اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا۔ صلیبی موت سے نجات پا کر کیا حضرت مسیح مخفی ہو گئے۔ آپ نے شادی کی ـــــ آپ کے اولاد ہوئی ـــــ آپ گوشۂ گمنامی میں چلے گئے ـــــ شاید یہ سب کچھ درست ہو۔

پھر لکھتے ہیں۔ پرانی اور نئی دنیا میں برابر یہ روائت ملتی ہے کہ مسیح یہاں آئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کنعان سے باہر چلے گئے ہوں۔ پاکستان کے شمال مغرب کا ذکر کیا کہ وہاں بھی یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت مسیح کنعان سے ہجرت فرما ہوئے اور ان علاقوں میں آ گئے۔ مصنف کا یہ اقرار قابلِ غور و فکر ہے۔

اسمِ اعظم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی ہے

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے۔ اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہو گی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۵۸ و ۴۵۹)

فرمایا ہر یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے ...... میں اس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا آپ بھی پڑھا کریں......

..... اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی۔ یعنی اللہ جلّ شانہ، کو ہی ضارّ اور نافع یقینی دلاتا ہے۔ یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شئے تیری خادم ہے۔ یعنی کوئی موذی اور مضر شئے تیرے ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۵۹)

پھر چونکہ بیماری وبائی کا خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا ورد کیا جاوے۔ يَا حَفِيظُ يَا عَزِيزُ يَا رَفِيق ۔ (تذکرہ صفحہ ۴۹۳)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

غلبۂ دین کا ضامن

نوٹ :۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے ۲ فروری ۱۹۸۴ء کو معہ لواحقین شرفِ ملاقات پاکر قلبی تاثرات

نتیجۂ فکر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

کتنے خوش بخت ہیں ہم کتنا حسین ہے یہ نظام
جلوہ افروز سدا رہتا ہے اک ماہِ تمام

نورؓ و محمودؓ ملے ناصرؒ ملت بھی ملے
منبعِ جود و کرم تھے یہ بزرگانِ کرام

ایک سے ایک ملا گوہر نایاب ہمیں
آج مہدی کی جماعت کا ہے طاہر سا امام

اُس کی آواز میں شوکت ہے نگاہوں میں پیار
دل کی گہرائی میں جاتا ہے اُتر اُس کا کلام

ایک عاصی کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں
دستِ اطہر سے عطا کرتے ہیں عرفان کا جام

نورِ ایمان سے دل ہوتے ہیں روشن اُن کے
آپ کی دید سے محظوظ جو ہوتے ہیں غلام

بندہ اور بندہ کے پیاروں پہ رہا لُطف و کرم
عمر بھر یاد رہے گی مجھے وہ پیاری شام

ابنِ محمود کو یارب ہو عطا عمرِ طویل
ہے بصد عجز دُعا گو ترا ناچیز غلام

اے خدا شمعِ خلافت کو فروزاں رکھیو!
غلبۂ دین کا شبیر ہے ضامن یہ نظام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاوند کون ہے؟" جس میں بڑے مؤثر انداز میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔

اشانٹی علاقہ کے ناظم مکرم الحاج وکیل عبداللہ اسحٰق صاحب نے مختلف علاقہ جات سے آنے والے انصار کو اپنے علاقہ کے ہیڈ کوارٹر میں آمد پر خوش آمدید کہا اور کہا کہ وہ ہر علاقہ کے انصار کی ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔

الحاج یعقوب بوآبونگ (BUABONG) نے مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ اور اسی موقع پر انصار نے اپنی اپنی مالی قربانی پیش کی جس کے نتیجہ میں ۵۰ — ۹۷٫۶۳۹ سی ڈی (گھانا کا سکہ) کی رقم جمع ہوئی۔

گھانا کی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں مندرجہ ذیل اہم فیصلے ہوئے:۔

(۱)۔ مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہر تین ماہ کے بعد ہوا کرے۔ اور اس کا پہلا اجلاس سالٹ پانڈ میں ۲۱ جنوری ۱۹۸۴ء کو ہو۔

(۲)۔ مجلس انصار اللہ کا سالانہ اجلاس ہر سال اکتوبر کے آخری ہفتہ اور اتوار کو ہوا کرے۔ یہ اجتماع باری باری ہر ریجن میں ہوا کرے۔

(۳)۔ ہر سال انصار اللہ کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی معین تعداد مقرر کی جائے۔

(۴)۔ ہر سال دسمبر کے مہینے میں سارے ملک میں انصار اللہ کا سالانہ چندہ جمع کیا جایا کرے۔

امسال اجتماع سے متعلق بعض نمایاں امور

تین پادریوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ انہوں نے درخواست کی کہ ان کو اس اجتماع کے اجلاس میں کچھ کہنے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ ان کی تقاریر بڑی دلچسپی اور حوصلہ افزائی کا موجب ہوئیں۔ تبلیغی پروگرام کے علاوہ ذیل کے خاص پروگرام بھی اسی اجتماع میں طے پائے۔

(۱)۔ مجلس انصار اللہ کے پروگرام کے تحت گھانا کے ہر ریجن میں احمدیت کے تاریخی کوائف اکٹھے کئے جائیں۔ تاکہ انہیں مجموعی طور پر ایک کتاب کی شکل میں جمع کرکے شائع کیا جائے۔

(۲)۔ ہر ریجن میں مجلس کے کام میں تیزی پیدا کی جائے اور ہر ماہ اس کی رپورٹ مرکز میں بھیجی جائے کہ اس علاقہ کی مجلس کے کام میں کس قدر ترقی ہوئی۔

(۳)۔ ہر سرکٹ کے وفات یافتہ مبلغین کے لواحقین کی لسٹیں تیار کی جائیں۔ اور ان کی ہر موقع پر ہر ممکن امداد کی جایا کرے۔ اس کے لئے ہر ریجن میں تین ممبروں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔

(۴)۔ ہر سال سالانہ اجتماع میں قرآن اور حدیث کے مطالعہ کا جائزہ لینے کے لئے انصار کے مقابلے کرائے جایا کریں۔ اس طرح تقریری مقابلے بھی کرائے جایا کریں۔

(۵)۔ ایک احمدیہ ٹاؤن شپ آباد کرنے کے لئے ایک سکیم تیار کی جائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت کی مہم

الحمدللہ ماہنامہ انصاراللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے گذشتہ دنوں خاکسار مینیجر ماہنامہ "انصاراللہ" نے ملتان کا دورہ کیا تھا۔ احباب جماعت نے بھرپور تعاون فرمایا اور دوسوسے اُوپر نئے خریداران کا چندہ وصول ہوگیا۔ جن دوستوں نے اس مدّ میں یکصد یا اس سے اوپر چندہ ادا فرمایا ان کے اسماء بغرض دُعا احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفوس و اموال میں برکت دے اور بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

نمبر شمار	اسماء گرامی	نئے خریدار	رقم ادا کردہ
۱	مکرم سردار امیر محمد خان صاحب گلگشت ملتان	۵۰	۱۰۰۰/-
۲	؍ چوہدری بشیر احمد صاحب جینکو والے	۵۰	۱۰۰۰/-
۳	؍ چوہدری عبدالصمد صاحب ہیڈ ماسٹر	۲۵	۵۰۰/-
۴	؍ میاں محمد انور صاحب سہگل گلگشت	۲۵	۵۰۰/-
۵	؍ چوہدری منور احمد صاحب	۱۵	۳۰۰/-
۶	؍ رانا سعید خالد صاحب	۸	۱۵۰/-
۷	؍ چوہدری انوارالحسن صاحب پرنسپل ٹلی اینجلز ماڈل سکول گلگشت	۵	۱۰۰/-
۸	؍ عبدالسلام صاحب بذریعہ چوہدری محمد اسلم صاحب زعیم اعلیٰ ملتان	۵	۱۰۰/-

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ)

اگلے شمارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحب پیرکوٹی کے سوانح از مکرم مبشر احمد صاحب راجیکی مطالعہ فرمائیں۔ (انشاء اللہ)۔

بچوں کا صفحہ

خلافت کی برکات

پیارے بچو! قرآن مجید کی سورۃ النور اٹھارویں سیپارہ میں ہے۔ اس کے ساتویں رکوع میں ایک آیت ہے جو آیت استخلاف کہلاتی ہے۔ اس آیت کا نمبر چھپن (۵۶) ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے یہ آیت آیت استخلاف کہلائی۔ آپ کو اس آیت کو زبانی یاد کرنا چاہیئے۔ ہمارے اساتذہ نے ہمیں یہ آیت حفظ کروائی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایماندارو اور نیک اعمال بجا لانے والو! اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اسی طرح خلافت عطا کرے گا جس طرح اس نے پہلوں کو یہ نعمت عطا کی تھی۔

عزیز بچو! نبی کے جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔ خلیفہ کے معنے ہیں جو کسی کا قائم مقام ہو۔ وہ امام جس کے اُوپر کوئی نہیں۔ یعنی اُمت کا سربراہ۔ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خلیفہ ہوتا ہے جو اس کے کام کو جاری رکھتا ہے۔ اُن کے مشن کو آگے بڑھاتا ہے۔ امام سیوطیؒ کہتے ہیں ہر نبوت کے بعد خلافت آتی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں :۔

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ

بچو! یاد رکھو اس آیت میں خلافت کی تین برکات بتائی گئی ہیں :۔

۱۔ پہلی برکت یہ کہ اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دین کو شوکت و طاقت عطا کرتا ہے۔ قرآنی لفظ ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ کہ ہم تمکنت عطا کرتے ہیں۔

۲۔ دوسری برکت اللہ تعالیٰ نے خلافت کی یہ بیان فرمائی کہ اگر کوئی خوف، ڈر یا ابتلاء قوم پر آئے تو اللہ تعالیٰ اسے امن و سکینت میں بدل دیتا ہے۔ جماعتوں پر، قوموں پر سخت ایام بھی آتے رہتے ہیں۔ لوگ انہیں ڈراتے دھمکاتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا کہ خلافت کی برکت سے ہم خوف کو امن میں بدل دیں گے۔

۳۔ تیسری برکت خلافت کی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی کہ خلافت کی بدولت جماعت میں عبادت کا رجحان قائم رہتا ہے۔ وہ توحید پر قائم رہتے ہیں۔ مذہبی رُوح جماعت میں بڑھتی ہے۔

اب ہم سوالوں کی صورت میں یہ مضمون آپ کے ذہن نشین کراتے ہیں :۔

(۱)۔ آیت استخلاف کس سورت میں ہے؟ (۲)۔ یہ آیت کس رکوع میں ہے؟ اس کا کیا نمبر ہے؟

(۳)۔ خلافت کی تین برکات کیا ہیں؟ (۴)۔ قرآن مجید میں سے یہ آیت تلاش کریں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]